# گلدستۂ محسن کاکوروی

بفرمایش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ
لاہور

نمبر ۱۵۶

از تصانیف

جناب مولوی محمد محسن صاحب کاکوروی

بفرمائش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

۱۹۳۱ء

قیمت ۶؍ کریمی پریس لاہور میں باہتمام میر قدرت اللہ پرنٹر چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# سراپائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

للہ الحمد شبِ غم نے اُٹھایا بستر
مرحبا طالعِ بیدار مبارک ہو سحر

مژدہ اے دل کہ ہوا نورِ خدا پیشِ نظر
بارک اللہ جمعیت کا ہے رنگ دیگر

گر نہ ہو پاسِ ادب تو مجھے کچھ دعویٰ ہے
سجدے کرتے ہیں ملائک مرا وہ رتبہ ہے

لامکاں تک لئے جاتی ہے مجھے طبعِ رسا
ہو رہا ہے صفِ ارواح میں میرا چرچا

لڑ گیا عرش کے پایہ سے سخن کا پایہ
خیر مقدم کی چلی آتی ہے ہر سو سے صدا

بزمِ قدسی کا بُلایا ہوا مہماں ہوں میں
ملک آنکھوں پہ بٹھاتے ہیں وہ انساں ہوں میں

آج کس دھوم سے خدامِ سخن آتے ہیں
مسندیں فکر کی محفل میں بچھا جاتے ہیں

تنگیِ بزمِ جہاں دیکھ کے گھبراتے ہیں
گاؤ تکیہ کرۂ ارض کا اٹھواتے ہیں

جشن کا روز ہے معنی کے شہِ اقدس کا
اور اونچا کرو خیمہ فلکِ اطلس کا

ہم دکھاتے ہیں طبیعت سے تماشے کتنے
عالمِ نور میں چھوڑ آتے ہیں شوشے کتنے

حل کئے غنچۂ خورشید سے نکتے کتنے
عقدِ پروین سے لکھے ہم نے معمے کتنے

سادہ کاغذ ورقِ مہرِ درخشاں ہے آج
دستِ پُر نورِ عطارد میں قلمداں ہے آج

یوں خرامندہ و بشوخیِ قلمِ رعنا ہے
موج ہے جس پہ خجل غرقِ عرق دریا ہے

بالِ پرواز پڑے ہیں جھکیوں سے یا ڈرتا ہے
آہوئے شوخ ہے کیا کبکِ خراماں کیا ہے

کوئی شاخِ آہوئے شوخی جلوہ گری میں تو نہیں
کوئی سرِ خامہ کا پر کبکِ دری میں تو نہیں

رنگ گلزار معانی کا عجب عالم ہے
غنچہ کو دیکھئے تو صبح کا بھرتا دم ہے

برگ گل چاند کے ٹکڑے سے بھلا کیا کم ہے
سرو رعنا نہیں آئینہ قد آدم ہے

ہر شجر شمع تجلی ہے لگن تھالے ہیں
نام ظلمت نہیں لالے کے یہاں لالے ہیں

سطر سنبل گل تر حرف سے غنچہ نقطہ
کاغذ مشق ہے یک سیر چمن کا تختہ

طوطی بولا مرے خامہ کا میان شعرا
کیوں نہ ہو آج میں لکھتا ہوں سراپا کس کا

جس کو گلدستۂ باغ ابدیت کہیے
خندۂ صبح بہار احدیت کہیے

گیسوئے حور قلم ہو کے بنے خامہ مو
کہ ہوں آراستہ تصویر سخن کے گیسو

کہو رضواں سے کہ لائے مجھے شاخ شبو
کہ شب قدر میں ہو نکہت مشکیں ہر سو

منشی دفتر اعلیٰ کا کرم کافی ہے
مشق کرنے کو مرے لوح و قلم کافی ہے

روشنائی کی یہ ترکیب ہے شمع بے دود
جس کی ترکیب کو جبریل امیں ہیں موجود

گوند ہو شجرۂ طوبیٰ کا بقدر مقصود
پانی لیں چشمۂ کوثر سے کہ پڑھ کے درود

صوف دیبا [illegible] ہو پر انوار کھرل
شمع سے طور تجلی کے اڑا لیں کاجل

رنگ شنگرف کا بھی آپ کوئی ساماں کیجے
لالہ زار اپنے [illegible] کا چمن [illegible] داں کیجے

خضر کو سالک آب اثر پے مرجاں کیجے
لعل کے واسطے تسخیر بدخشاں کیجے

وقت ہے یہ بھی انجمن گردوں کا
کہ شفق پر بھی ارادہ ہے ہرا شنجوں کا

اور کاغذ کا تو ہم نے عجب انداز کیا
پردۂ چشم کو قرطاس خدا ساز کیا

کھینچی تصویر کہ آپ سے جلوہ گہ ناز کیا
چوم لوں ہاتھ میں اپنے عجب اعجاز کیا

شعلۂ طور کا کاغذ پہ کھنچا نقشا ہے
خاک انگارہ لف دست ید بیضا ہے

کیوں نہ سو جاں سے ہو گلزار بہار معنی
محو رنگینی تصویر سراپائے نبی

یہ وہ صورت ہے کہ دیکھی نہ سُنی ایسی کبھی  تھی یہی شکل مقدس کہ ازل میں جو کھچی
ناز ہے خامۂ قدرت نے کہا واہ دئے ہیں  اور تصویر یہ بول اٹھی کہ اللہ رے ہیں
کیسی تصویر کہ ہے صبح بہارِ امکاں  کیسی تصویر کہ ہے آئینہ پردازِ جہاں
کیسی تصویر کہ ہے لوح و قلم نور افشاں  کیسی تصویر کہ ہے کلک مصور نازاں
کیسی تصویر کہ سب جلّ علیٰ کہتے ہیں  کیسی تصویر کہ سب جلّ و علیٰ کہتے ہیں
کیسی تصویر جسے کھینچ کے نقاشِ ازل  خود لگا کہنے کہ ہر وصف میں ہے تو افضل
تیری صورت سے کھلے معنیٔ قل و دال  انبیا شرح مفصل ہیں تو متن مجمل
تو ہے خورشید ترے سامنے انجم ہیں نبی  تو ہے شمع تو تصویریں تو سب ہیں قلبی
تو ہے داؤد تو لقمان تو ہے سلیمان خاتم  فکر یحییٰ ہے تو ذکر زکریا ہر دم
خلعتِ خاصِ خلیل و برکاتِ آدم  شکر یعقوب و صبر دلِ ایوب بہم
حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری  آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
بولے جبریل کہ تجھ پر ہوئی ختم تکمیل  آدم و نوح کے بخشے تجھے اوصاف جمیل
خضر و الیاس کا رتبہ شرف اسمٰعیل  اور سوا اس کے بھی اے سرو قد باغ خلیل
حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری  آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
دیں پکارا کہ مرے گھر میں اجالا کر دے  طالعِ خفتہ کو ہم چشم زلیخا کر دے
مثلِ مردہ کے پڑا ہوں مجھے زندہ کر دے  دستگیری مری فرما مجھے برپا کر دے
حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری  آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
کنویں جھانکا کروں کنعاں کے تو سودا ہے مجھے  طور پر جاؤں تو ناحق کا بھٹکنا ہے مجھے
خبط ہے گر سرِ اعجاز مسیحا ہے مجھے  سچ تو یہ ہے کہ ترے گھر میں کمی کیا ہے مجھے

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

واہ تصویر ہے بس حق کی قسم یہ تصویر
ہے دل و جانِ رسل فخر امم یہ تصویر

بسکہ آئینہ وحدت میں ہے ضم یہ تصویر
عالم نور ہے سر تا بقدم یہ تصویر

سایۂ زیبا ہی نہ تھا آپکے قامت کیلئے
روشنائی تھی یہی مہر نبوت کیلئے

چشم محبوب خدا نور کا اک پتلا ہے
سایۂ حق وہ بشر شکل لطافت سے ہے

اسکے قامت کو بھلا سایہ مناسب کیا ہے
سچ ہے محبوب جو لاثانی ہے وہ یکتا ہے

لاکھ عاشق ہوں مگر الفت محبوب نہیں
ظل حق ہو تو ہو پر ظل نبی خوب نہیں

قد کے اوصاف رکھو یاد نہ بھولو یہ ذرا
سجدہ سہو نہیں ایسی عبادت میں روا

آپ آئینہ باطن ہے و تنومند ہے ذرا
اتنی و بہت کر و نیت صادق ہے سوا

اٹھ کھڑے ہیں سبھی تعظیم کو ہم لاکھ سے
یہی تکبیر ہیں عشاق کی قد قامت سے

سر تسلیم جو کرسی پہ جھکا ہے سر ذرا سا
آپ یہاں آیا مضمون ہے کہ وحی یوں سے

اسے قامت فکر یا اندازہ ہمت ہے بجا
تو و طوبیٰ و من و قامت محبوب خدا

قد ہے سایہ پہ مری چشم تمنا میں ہے
سایۂ طوبیٰ کا تیرے علم بالا میں ہے

راستی جوہر آئینۂ ایماں ہے والا
کہدے ایمان ہے کہ وہ قد ہے الف ایماں کا

دیکھے دونوں الف اس کے تو کھلا یہ نکتا
ایک احمد کا الف ایک احد کا ٹھہرا

سرِ سماں حدیث و قدم اول کو عبور
دوسرا وادی یمن میں ہے شمع سر طور

سر اقدس ہے جناب لب دریائے قدم
درۃ التاج ہے اس بحر کا یہ قطرۂ نم

میم احمد رکا ہے امان احد سے منضم
یوں حدوث اور قدم آ کے ہوئے ہیں باہم

قطرہ بگریست کہ از بحر جدائیم ہمہ
بحر بر قطرہ بخندید کہ مائیم ہمہ

گوش و بینی کو یہی دیکھ کے سب کہتے ہیں
قطب صاحبِ انفاس یہاں رہتے ہیں

بینیِ اقدس شاہنشہ عالی منظر
آب آئینۂ رخسار کی موجِ انور

خوبروئی کا بلندی پہ ہمایوں اختر
یوسفِ حسن کا معراج ہے یا پیشِ نظر

صفحۂ خدِ مبارک پہ الف بینی ہے
دیکھنا عارضِ انور کا خدا بینی ہے

صورتِ چشمۂ کوثر ہے لبِ جاں پرور
نخل یا دام وہ بینی ہے لبِ کوثر پر

شاخ اُس نخل کی ابروئے جناب اطہر
اور اُسی شاخ میں [illegible]

دل عارف اُسی کے سایہ میں دم لیتا ہے
[illegible] اسی سایہ [illegible]

چشمۂ مہر سے اس بحر میں آب رونق ہے
[illegible] انگشت قلم سے شق ہے

وصفِ رخسار ادا کرنے کا مجھ پر حق ہے
آئینۂ رخسار سحر سامنے جس کے فق ہے

مطلعِ صبح بیاضی ہے کہ نورانی ہے
حسن مطلع یہ مگر فرد ہے لاثانی ہے

روبرو آئے جو آئینہ تو آکے سکتا ہو
شمع کے [illegible] ہو، اُڑ جائیں جو کچھ دعوے رہا ہو

شامت آجائے جو خورشید کو یہ سودا ہو
[illegible] ہو جائے قمر حسن پہ گر بھولا ہو

حشر برپا ہو جو کنعانی مقابل آئیں
رخ پہ پردہ یوسف کو ملک لیجائیں

روبرو جلوۂ خورشید کے سایہ کیا ہے
سامنے شمعِ منور کے اندھیرا کیا ہے

عاقلو غور سے دیکھو کہ یہ نکتہ کیا ہے
[illegible] میں بھلا آپ کے شبہ کیا ہے

کوئی تدبیر تو پڑھنے کی بجا ہی نہ رہی
نورِ رخسار سے حرفوں میں سیاہی نہ رہی

لبِ جاں بخش کی تشبیہ دمِ عیسیٰ سے
[illegible] دم دیتے رہے گرچہ مسیحا بھی مجھے

آبِ حیواں نہ کہا خضر نے گو چھینٹے دیئے
آب قطرہ ہو گئے خورشید کے چھوٹے شیشے

کہوں یاقوت تو وہ باتیں یہاں پاتی نہیں
لعل سمجھوں اُسے آنکھیں مری ٹھہراتی نہیں

فکرِ دستِ دُرِ دنداں میں کٹا سارا دن
جسکی تشبیہ نہ ہو اُس کی صفت کیا ممکن
غور سے دیکھئے نوشہ کے یہ چھالے ہیں

رات بھر تارے ہی گنتے رہے بیٹھے محسن
یوں تو ثابت ہے کہ ستارے ہیں روشن لیکن
یا لبِ ساغرِ افلاک کے چھالے ہیں

قطرہ جب سائلِ تشبیہ ہوا رو رو کر
پانی پانی میں ہوا جوشِ مروت سے مگر
کہ دریں قطرۂ سائل نمِ لا نہر نیست

آیا دامن میں لئے گردِ یتیمی گوہر
معنیٔ تازہ طبیعت سے کھلے یوں دل پر
در یتیمے چہ یتیم آیۂ لا تقہر نیست

اِک تبسم سے کلیدِ درِ جنت ہے یہاں
نامۂ بخششِ اُمّت ہے جو حضرت کی زباں
نامۂ ملفوف لبِ جو نہیں ہے بطرز دلخواہ

ہو سکے غنچۂ دہن تا انہیں تشریح یہاں
لفظ اللہ سرِ نامہ ہے سبک دنداں
ہے الف آمدہ پہ چہرۂ پشت لب اقصیٰ اللہ

ملے ہے سخنداں کئے اسرارِ دہن کس نے بیاں
پہنچے ہیں خضر گوہر سے جل تک دنداں
رنگ غنچہ کا اُڑا گل کی کلی چھوٹی

دل گیا تھا کہیں جو چشمۂ آبِ حیواں
تیرِ چ یاقوت میں ہے آتشِ حسرت کا دھواں
منہ پہ لیتے کے ہوائی پہ ہوائی چھوٹی

کوئی کہتا ہے کہ اُس کو شکرستاں کہئے
خضر بولے کہ اسے چشمۂ حیواں کہئے
ہر جگہ شہرہ اُس کا لقب تازہ کیا

کوئی کہتا ہے ملاحت کا نمکداں کہئے
اور سلیماں نے کہا خاتمِ یزداں کہئے
حق تعالیٰ نے اسے جب آوازہ کیا

غنچے نے پیش کئے گرچہ ہزاروں مضموں
تیں شگاف قلمِ صنع اسے کیوں نہ کہوں
شعرا نے اُسے کیا جانئے کیا کیا سمجھا

گفتگو اس میں ہے بولی مری طبعِ موزوں
جس سے ظاہر ہوا سرِّ خفی کن فیکون
اسمِ اعظم کا مگر ہم نے معمّا سمجھا

ریشِ مرسل کو نبوت کا رسالہ کہئے
کششِ خطِ شکستِ دلِ اعدا کہئے

ہر شب و روز چہ آشفتہ بسر می بردی — تا کہ مسودۂ گیسو بہ بیاض آوردی

صفت مہر نبوت کا بیاں ہو کیوں کر — خامشی مہر دہن اور سخن ہے ششدر

مہر کی پشت کے فقروں سے یہ حق نے لکھ کر — کہ ہوا نامۂ پیغامبری ختم اس پر

ہوئے پھر بھی جو سیہ دل متنبی گمراہ — ختم اللہ علی قلبہم انا للہ

مہر انور کے جو معلوم ہوئے حرف تمام — کلمہ اس سے ہویدا ہاں تھا نہیں ایسی کلام

راستی ہے دعویٰ قبولی دین اسلام — ایسا ہی مہر شہادت میں لکھے ہیں دو نام

نئے انداز کی یہ مہر ہے دنیٔ عالمگیر — ایک سکے میں کندہ نام شہنشاہ و وزیر

دست رنگیں کی صفت بار خدایا کیا ہے — شاخیں نکلیں جو کھلا شاخ گل رعنا ہے

طوطی ناطقہ اس باغ میں چپ بیٹھا ہے — بلبل طبع کو غنچہ کی طرح سکتا ہے

ہاتھ باندھے ہوئے جبریل کھڑے رہتے ہیں — دست گلچیں کو یہاں دستۂ گل کہتے ہیں

ہاتھ کھینچے ہوئے ہے رنگ سے معنی کا فرق — قلم انگشت بدنداں ہے کف افسوس ورق

جب لکھا مادح نے جب صفحہ کی بخشی رونق — ہو گیا سینۂ نقطہ کا بھی حسرت سے شق

رنگ سے پوچھا مہر و باطن کی سنا کیا ہو — سینے کے ٹکڑوں پہ تعبیریں ہوئی گجرا ہو کر

بند دست آپ کا ہے یا کوئی جوہر کا بند — طبع استاد ازل پیچ عجب نازک بند

انگلی ہر ایک ہے وہ مصرع موزوں پابند — انگلی رکھ سکتے نہیں اس پہ کہیں دانشمند

تجھ کو تحقیق صفت پنجۂ اقدس کیا ہے — اس قدر سے کہ سر شرف تیرا [illegible]

گر کف دست منور کو میں کہتا ہوں ماہ — غور سے کہتے ہیں لکیریں نہیں [illegible] خواہ

جبرا نور ہے ہتھیلی مہ نو ناخن شاہ — دونوں جس وقت مقابل ہوئے اللہ اللہ

ہم نے یہ معجزۂ شق القمر کا دیکھا — اک گھڑی میں مہ نو کو مہ کامل دیکھا

کون لکھے صفتِ سینۂ صافِ سرور
دست بر سینہ ہیں حسرت سے یہاں جن و بشر

اور کہتے ہیں فرشتے بھی حیراں ہو کر
لوحِ محفوظ ہے یا عرشِ خدا پیشِ نظر

صدرِ ایوانِ رسالت کا عجب سینہ ہے
صورتِ علمِ لدنی کا یہ آئینہ ہے

صاف دیکھے ہوئے نبی کا ہے یہ سینہ شفاف
جیسے نقطوں سے ہو صفحۂ الماس کہیں صاف

ہاں مگر سینے سے ہے اک خطِ مشکیں تا ناف
جس کو کہتا ہے سخنور کششِ مرکزِ قاف

صدرِ پُرنور کی تشبیہ جو نکلی تمثال سے ہے
عقل کہتی ہے وہ آئینہ ہے ویسا ہی ہے

مخزنِ گوہرِ اسرارِ شبِ اسریٰ سے ہے
شرحِ صدر اس کا عالی ہے یہ اک نکتہ ہے

جو کہ لبریز لطافت سے ہے یہ چشمہ سینہ
جس میں امواج لطائف ہیں یہ وہ دریا ہے

خط نہیں سینہ میں شاہنشہ جو دیں کے
شبِ معراج ہے یہ بحر میں گویا بر کے

گرچہ یہ از نہیں اندیشہ ہے ہاں کمر میں
اور اچھے ہیں مضامیں یہ ہیں بیاں اسرار اقبال

شاعری پر کوئی نازک سی کمر کی تمثیل
ہو گیا ہم عدم لفظِ عدم اعتبار بدل

قافیے تنگ ہیں بہت قافیہ کمر سے تنگ ہوا
کمر میں دیکھی ہیں پر ایسی کمر عنقا ہے

ہیچ اس جا ہے کسی تیغ و کمر کا مذکور
اس کے اوصاف ہیں مشہورِ میدان جہور

تا کمر غرقِ عرق ہو گئے سب اہلِ غرور
سامنے آ سکے کوئی باندھ کے کمر کیا مقدور

سن کے اوصافِ شجاعان جہاں گھبرائیں
چلتے میدان میں جو آئیں تو ہرن ہو جائیں

لا خطِ نسخ میں لکھو تو کہوں اک نکتہ
لام الف کا ہے تقاطع وہ کمر صلِ علیٰ

واہ کیسا کمروں پر یہ خطِ نسخ کھنچا
کمرِ یار کو معدوم ہے سمجھے شعرا

نہیں ثابت قدم اس لئے ہے استثنا بھی
یہ وہ لا ہے کہ نہیں اس سے بچا الّا بھی

سرِ عالم ہے فدائے قدمِ پاک نبیؐ
وصف میں جس کے سخنداں کا لگا گھٹنے جی

ہاتھ آیا ہے جو کاغذ تو یہ حسرت ہے نئی
نہیں چلتا ہے لگی پائے قلم میں مہندی

پھر بڑا لو سے ادب آکے تہ سنگ بیٹھیں
فکرِ عالی کے فرشتے بھی دو زانو بیٹھیں

دیکھئے کیا اسے شمشاد و صنوبر سے مثال
چمنستانِ ارم اسکے قدم سے ہے نہال

سروِ جنت سے نکل آئیں پئے استقبال
کہے سبزہ کہ مجھے شوق سے کیجئے پامال

مثلِ بلبل کے سرِ راہ بچھا دیں گل چشم
فرشِ فردوس لگا لی ہو تو ہو بلبلِ چشم

شور ہے عالمِ بالا پہ قدِ رعنا کا
سرِ افلاک ہے فدیہ قدِ والا کا

ساق ہے شمعِ تمنا دلِ اعلیٰ کا
خاک پہ غازہ ہے حوروں کے رخِ زیبا کا

رکھ دیا آپ نے جس فرش پہ زیبا قدم
پھر تو کیا پایہ ہے پھر عرش سے اونچا ہے قدم

بزم میں تذکرۂ پائے نبی گر آن پائے
شمعِ کافور سے جلی جائے مگر سر نہ اٹھائے

ناخنِ پا جو ذرا عقدہ کشائی پہ آئے
گرہِ ابروئے خوباں کی حقیقت کھل جائے

ماہِ نو گر کہیں ہمچشمی کا خمیازہ کرے
ناخنِ چشمِ فلک ہاں خلش تازہ کرے

لو مبارک ہو قدمبوسی حضرت محسن
کس کو ہوتی ہے نصیب ایسی سعادت محسن

اب نہیں باقی ہے کچھ خواہش ہمت محسن
آرزو اتنی ہے بس روزِ قیامت محسن

سر کے بل جاؤں جو نقشِ قدم سر پر
صاف محشر کی زمیں کھولوں اٹھا کر سر پر

ہے یہ امید کہ جب گرم ہو بازارِ نشور
یوں کہے بادشہِ بارگہِ عالمِ نور

لو سراپا ہمیں تم دو عوضِ حور و قصور
میں کہوں واہ مجھے یہ نہیں ہرگز منظور

صفت حاضر ہے مگر اسکی یہ ترکیب نہیں
کھوٹے داموں بکے یوسف کی یہ تصویر نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حال ولادت صبح اکرم ۸۴۲ — سنہ ۱۲۸۹ ہجری نبوی صلعم — صلے اللہ علیہ وسلم ۴۴۷

# مثنوی صبح تجلی

بیضاوی صبح کا بیان ہے — تفسیر کتاب آسمان ہے

ہے خاتمۂ شب دل افروز — دیباچہ نگار نسخۂ روز

آثار سحر ہوئے نمایاں — سیپارہ لئے ہوئے ہے دوراں

واللیل کو ختم کر چکا ہے — آمادۂ دور والضحیٰ ہے

عنوان فلک ہے در منشور — لوح زریں سورۂ نور

اطراف بیاض مطلع صاف — والفجر کے حاشیہ پہ کشاف

معمورۂ دہر تا بیاباں — ہم طالع کشور بدخشاں

ہر دشت ہے مثل دشت ایمن — ہر کوہ برنگ طور روشن

عالم میں ہے آفتاب تاثیر — آب حلب و ہوائے کشمیر

جزدان سپہر میں ہے پنہاں — مشکوٰۃ شریف مہر تاباں

آنکھیں نظارہ کی طلبگار — نظارہ کا بخت خفتہ بیدار

منظور ہے حسن کا تماشا — ہر دیدہ ہے دیدۂ زلیخا

ہے شرق سے غرب تک پریشاں — نور عینین پیر کنعاں

وہ سورۂ یوسف تجلی — یہ مطلع مصر کی عزیزی

پستی کا دماغ آسماں پر — اوج افلاک مہر گستر

وہ ہے بلغ العلیٰ کی تفسیر — یہ ہے کشف الدجیٰ کی تعبیر

مضمون طلوع صبح صادق — مشہور روایت مشارق

موقوف حدیث شب کی تصحیح — رکھ دیجئے طاق پر مصابیح

ظلمت کا چراغ بے ضیا ہے — انجم کا ستارہ ڈوبتا ہے

مہتاب کی چاندنی ڈھلی ہے — مریخ کی سست مشتری ہے

روپوش دبیر چرخ اخضر — ظلمت کا سیاہ کر کے ابتر

اہل مہ کہکشاں ہے مفرور — پروانہ نویس شمع کافور

زہرہ کا سفید ہو گیا رنگ — نظم پروین کا قافیہ تنگ

ہے شکر سپہر رات بھر کی — کیا بات ہے مطلع سحر کی

ہر مطلع صبح صادق استاد — از دیدۂ نوشت صاد بر صاد

ہے وقت اخیر شب خلاصا — الواح زبرجد فلک کا

ہنگام سپیدۂ سحر گاہ — سنتا تھا میں ورد شب کی واللہ

یک مخبر صادق البیان ہے — ہر طیر احسن الزبان ہے

کیفیت وحی میں ہے بلبل — ہے وقت نزول مصحف گل

سبزہ ہے کنار آب جو پر — یا خضر ہے معتکف لب جو پر

نوبت ہے صدائے قمریاں کی — طیاری ہے باغ میں اذاں کی

محو تکبیر فاختہ ہے — قد قامت سرو دلربا ہے

اک شاخ رکوع میں کھڑی ہے — اور دوسری سجدے میں جھکی ہے

سوسن کی زباں پر مناجات — بہاری لب جو پہ التحیات

تسبیح شگوفہ یا مصور — تحریمہ تاک رب اغفر
پھیلی ہوئی لوٹے گل چمن میں — اور صل علی کا غل چمن میں
غنچے میں ہے خامشی کا عالم — یا صوم سکوت میں ہے مریم
کیاری ہر یک اعتکاف میں ہے — اور آب رواں طواف میں ہے
پابند زکوٰۃ نامیہ ہے — کانٹا نذر گل کو تولتا ہے
لایا یہ مجاہد صبا رنگ — نافرمان ہو رہا ہے چپ رنگ
سالک ہے چمن میں نہر دو رو — مجذوب ہے شاخ بید مجنوں
ہے صوفی صاف دل صنوبر — شجر یک نسیم حالت آور
ہر تخم بخلوت آرمیدہ — ہر ایک ثمر خدا رسیدہ
ابدال ہیں برگ و نخل اوتاد — ہے نعم العبد سرو آزاد
خدمت میں بہار کی صبح ہے — سبزہ سنبل کا بالکا ہے
سجادہ بدوش لالہ یکسو — یکسو شب زندہ دار شبو
ہے استغراق نیلوفر کو — پاس انفاس ہے سحر کو
سیفی جو زبان خار پر ہے — نرگس کی نگاہ میں اثر ہے
وحدت ہے چمن میں مغز تا پوست — صادق ہے بہار پر ہمہ اوست
غنچہ نہ رہا تو گل ہوا ہے — واصل ہے جسے یہاں فنا ہے
کہتا ہے اشارۃ لجا لو — موتوا من قبل ان تموتو
خرقہ ہے نصیب یاسمن کو — عمامہ ملا ہے نارون کو
پیر اپنا تو یہاں سمن ہے — سلطان مشائخ چمن ہے

عطار شمیم گلستاں کی — ہم مرتبۂ فرید بوئی
پھولوں میں ہے یوں گلاب خوش آب — جیسے قطبوں میں قطب الاقطاب
کیوڑا گلزار پُر فضا میں — غوث الثقلین اولیا میں
ہر شمع خموش فکر میں ہے — ہر طائر شوق ذکر میں ہے
سوزش میں قلندرانہ قمری — اور چشتی سبز پوش طوطی
ہے خواجہ نقشبند ذی جاہ — طاؤس علیہ رحمۃ اللہ
ہر کبک دری خلیل آذر — ہُدہُد نام خدا پیمبر
اعجاز نسیم صبحدم ہے — انفاس مسیح کی قسم ہے
عالم میں وہی ہوا ہے چلتی — جو صبح الست کو چلی تھی
تنزیہہ ہے مست نغمۂ ہو — ہنگامۂ لا الٰہ ہر سو
با شان و شکوہ جلوہ فرما — شاہنشہ تخت گاہ الا
سامان ظہور کی ہے تمہید — قدرت پہ ہو رہی ہے تاکید
فیض روح القدس عیاں ہو — افشای رموز کن فکاں ہو
آئینۂ ہو چار سوئے عالم — لبریز تجلیات پیہم
ہر قطرہ ہو جو مثال بحر دید — ہر ذرہ ہو آفتاب پیکر
وہ شان ہو آج رنگ و بو کی — مصداق ہو جل شانہ کی
لو ہم نے حباب کو عطا کی — آب حیواں کی میر بحری
فرمان بقا کے مستند ہوں — احکام فنا کے مسترد ہوں
کثرت وحدت میں ہو کے فانی — حاصل کرو عمر جاودانی

مہمان حدوث کا قدم ہو — امکان پہ وجوب کا کرم ہو

سیرابی تازہ روپ دکھلائے — ہر شاخ خمیدہ راست ہو جائے

اسرافیل اپنی صور لائیں — پھر رنگ رمیدہ کو جمائیں

عزرائیل آب کریں نہ دورا — ناکارو کے رہیں عدم کا

اللہ اللہ کیا سماں ہے — ہر شے کو حیات جاوداں ہے

سرسبزی ہے باغ میں جناں کی — آمد ہے بہارِ بے خزاں کی

لوح و قلم ادیب تقدیر — محو خط نسخ عالم پیر

ایام کا بخت پھر جواں ہے — پھر عہد شباب آسماں ہے

ہستی و عدم میں ایک لے ہے — لا شے کے بھی لب پہ آج نے ہے

کیفیت خرمی سے مسرور — رنگیں طبعان محفل نور

رضواں نے کہیں سبیل رکھی — ہر کوزہ سلسبیل رکھی

طیار کئے بحکم باری — میکائیل یک طرف نہاری

آئے لئے ساغر و صراحی — کوثر سے کھنچی ہوئی صبوحی

گلدستے بہشت کے بنائے — جبریل درود پڑھتے آئے

بیٹھے ہوئے وہیں خوشی سے پھولے — غلماں لئے ہار حور گجرے

خاکہ ہے زمین و آسماں کا — نقشہ ہے مکاں میں لامکاں کا

گویا اتر آئی ہے زمیں پہ — بیٹھا بازار چرخ اخضر

نازل ہوئے عرش سے فرشتے — سب حی علی الفلاح کہتے

حاضر ہوئی روح پاک آدم — دوراں نے کہا کہ خیر مقدم

ہمرنگ ارم زمانہ بشگفت ‌ ‌ ‌ طوبیٰ لک یا آبا البشر گفت

انوار ہیں نوحؑ کے نمایاں ‌ ‌ ‌ یا ابر کرم کا جوشِ طوفاں

رحمت کے لباس میں چھپے راس ‌ ‌ ‌ شیثؑ و ادریسؑ و خضرؑ و الیاسؑ

یمن و برکت لئے ہیں موجود ‌ ‌ ‌ ہارونؑ و شعیبؑ و صالحؑ و ہودؑ

خاتم پہ لکھے ہوئے سلیمانؑ ‌ ‌ ‌ نقشِ تسخیر جنّ و انسان

بسم اللہ صاد صبر ایوبؑ ‌ ‌ ‌ الحمد کتابِ شکر یعقوبؑ

یوسفؑ مع عزّت و مناصب ‌ ‌ ‌ یونسؑ مع ماہی و مراتب

داؤدؑ لئے زبور پہونچے ‌ ‌ ‌ موسیٰؑ مع شمع طور پہونچے

کعبے میں خلیلؑ کا ہے جلوہ ‌ ‌ ‌ بُت کرنے لگے خدا کا سجدہ

اسحاقؑ مع ذبیحؑ آئے ‌ ‌ ‌ لقمانؑ مع مسیحؑ آئے

تھے حسن فروش جلوہ مشتاق ‌ ‌ ‌ ارواح کے ساتھ ساتھ اخلاق

انواع محاسن و کمالات ‌ ‌ ‌ اقسام صفات و عُمدہ حالات

جو کچھ اب تک ہوا ازل سے ‌ ‌ ‌ ہونے والا ہے جو کچھ آ گئے

ہر نکتہ جانفزائے ناسوت ‌ ‌ ‌ رازِ ملکوت و سرِّ لاہوت

توحید کی شان راست بازی ‌ ‌ ‌ تجرید کی وضع بے نیازی

استغنا ہمرکاب تسلیم ‌ ‌ ‌ اقبال کے ساتھ تخت و دیہیم

دانش دانائے سرِّ مکنون ‌ ‌ ‌ سرمایۂ نازشِ فلاطون

وہ نظم فصیح جس کا سحبان ‌ ‌ ‌ طفلِ ناخواندۂ دبستان

وہ دولت و جاہ روز افزوں ‌ ‌ ‌ جس کے بندہ دارا تھا فریدوں

حاتم کا وصف جود کامل — عدل نوشیروان عادل
حکمت مفتاح قفل مقصود — علم آئینہ وجود مقصود
ہر گوہر قلزم ولایت — ہر نسبتہ مطلع ہدایت
صدیق کا صدق و استواری — عثمان کا حلم و بردباری
آوازہ عمر کی صاحبی کا — اور دبدبہ مرتضی العلی کا
ریحان بہشت روح پرور — خلق حسن شگفتہ منظر
رنگینی لالہ زار ایمان — جانبازی سید شہیداں
آثار مجاہدین ابرار — انوار مہاجرین و انصار
مقبولی بایزید و ادہم — محبوبی خاص غوث اعظم
عرفان ابو سعید و کرخی — روشن دلی جنید و شبلی
گستاخی عاشقان مغرور — رسوائی دار و گیر منصور
عشق آفت عاشقان جانباز — حسن آئینہ تجلی ناز
مجنوں و ہجوم حسرت دل — لیلی مع ساربان و محمل
القصہ یہ دیکھ کر تماشا — حیرت ہوئی آکے جلوہ فرما
کہتی ہوئی کیا ہے آج ساماں — کھلتا نہیں کچھ ہے سر پنہاں
خورشید فلک کے ساتھ ہاں ہیں — یوسف ہے غبار کارواں ہیں
خلوت گہ حسن ہے زمانہ — اور جلوہ صبح شاہدانہ
ڈوبے ہوئے رنگ میں چمن کے — نکھرے ہوئے روپ میں دلہن کے
خورشید ظہور کا شرف ہے — معراج نظر کو ہر طرف ہے

مظہر کا خطاب میرزا ہے — منظر کا لقب ابوالعلا ہے

شبنم کو دمِ فنا کسا مآبی — مٹی میں کمال بوترابی

ہر قطرہ میں آب و تابِ گوہر — ہر موج شعاع مہرِ انور

آفاق میں ہے تجلّیِ نور — یا شانِ نزول جلوۂ طور

کرتا ہے فلک سجود پیہم — مائل بہ زمیں ہے عرشِ اعظم

اونچی ہوئی یہ مکاں کی کرسی — سب کھل گئی لامکاں کی قلعی

مرکز کو چلی گئی ہے کیا نار — آتشکدے گُل ہوئے جو یکبار

پانی طوبیٰ کی جڑ میں پہنچا — جو خشک ہوا ہے بحرِ ساوا

ہے خاک کی طبع میں روانی — جو دشتِ سماوہ میں ہے پانی

چلتے ہیں یہ کس ہوا کے جھونکے — ہوش اُڑتے ہیں جن سے کاہنوں کے

باندھا وہ قضا نے لعن کا لام — ابلیس کی فوج میں ہے کہرام

بت مہرِ سکوت بر دہاں ہے — بتخانوں میں شورِ الاماں ہے

کس کی شوکت کا زلزلہ ہے — قصرِ کسریٰ جو ہل رہا ہے

ہے کس کو خطابِ ایزدِ پاک — لولاک لما خلقت الافلاک

گم نورِ وجود میں عدم ہے — آغوشِ حدوث میں قدم ہے

ہے فرش پہ عرش کی تجلّی — کہتے ہوئے لا الٰہ غیری

ہے قبلہ ہر ایک سمت پُر نور — ہر بیت ہے مثلِ بیتِ معمور

ہر نقش کمال کا سزاوار — ہر چیز میں عقلِ کل کے آثار

کیا رنگِ قبول جلوہ گر ہے — ہر گل پہ ہزار کی نظر ہے

ہے چاندنی ایک ماہ پیکر ۔ سورج تھی آفتاب انور
اور نگ نشین باغ ہے گل ۔ اور ہفت ہزاریوں میں بلبل
ذی حکم خزانہ اشرفی ہے ۔ صد برگ کا علم پانصدی ہے
عباسی کو دعوے فتوت ۔ داؤدی کو شبہ نبوت
ہر دانہ ہے عابد سحر خیز ۔ ہر ذرہ ہے خاک شمس تبریز
القاب نسیم دامن دشت ۔ مخدوم جہانیاں جہاں گشت
خالق کا کرم ہے فیض گستر ۔ بخشش کا صلا ہے عام گھر گھر
روئے حسنات سوئے اخیار ۔ چشم رحمت سوئے گنہگار
ہے فکر میں عابدوں کی طاعت ۔ محسن کی تلاش میں شفاعت
جیسی اس دن سحر ہوتی ہے ۔ ایسی کبھی پیشتر ہوئی ہے؟
ایں نسخہ چہ انتخاب دارد ۔ ایں صبح چہ آفتاب دارد
ناگاہ بجلوۂ عبارت ۔ پیدا ہوئی غیب سے بشارت
یہ صبح سعادت جہاں ہے ۔ نوروز بہار جاوداں ہے
مفتاح خزینہ ہائے اسرار ۔ مصباح تجلیات انوار
ہے بدر کمال اوج تشبیہ ۔ لبریز جمال مہر تنزیہ
نازل ہے زمیں پہ کبریائی ۔ بندے کے لباس میں خدائی
اس وقت دیار میں عرب کے ۔ مطلع سے تجلیات رب کے
برج شرف قریشیاں میں ۔ اور ہاشمیوں کے خانداں میں
کعبے کی زمین نامور سے ۔ اور عبدالمطلب کے گھر سے

اسلام کا آفتاب چمکا — بے پردہ و بے نقاب چمکا
پیدا ہوئے سرور دو عالم — پیدا ہوئے فخر نوحؑ و آدمؑ
محبوب خدا نبی مرسل — صبح دو گیتی روز اول
شاہنشہ انبیا محمدؐ — تاج سر اصفیا محمدؐ
پیدا ہوئے حضرت پیمبرؐ — صبح قدرت کے سعد اکبر
واللیل اشارتے ز موئش — والشمس عبارتے ز رویش
خورشید سپہر دین محمدؐ — نور عین الیقین محمدؐ
پیدا ہوئے قبلۂ طریقت — پیدا ہوئے کعبۂ حقیقت
مقصود ازل اجل و اعلیٰ — منظور حضور حق تعالیٰ
سلطان فلک حشم محمدؐ — مہر عرب و عجم محمدؐ
پیدا ہوئے پادشاہ ذیجاہ — آرایش تخت لی مع اللہ
عین عرفان و مردم عین — ابروئے جبیں قاب قوسین
جان و دل مرسلین محمدؐ — روح روح الامین محمدؐ
پیدا ہوئے خاتم النبیین — مہر عرفان عز و تمکین
با میم احمدؐ احد بلا میم — شائستۂ صد صلوٰۃ و تسلیم
گنجینۂ اصطفا محمدؐ — آئینۂ حق نما محمدؐ
محو رضوان حق روانش — آل و اصحاب پیر دانش
کیفیت وجد میں ہے آپ ذوق — کہتا ہے خطیب خامۂ شوق
ہے ذکر ولادت پیمبرؐ — اعلیٰ اولیٰ اہم و اکبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# مخمس نعتیہ

تاریخ قصیدہ از مصنف قصیدہ
ابیات نعت سنہ ۱۲۷۳ھ

تاریخ مخمس از مصنف خمسہ
مخمس نعتیہ سنہ ۱۲۷۵ھ

ہیں بسم اللہ[1] آزادی ہوں سر پہ تاج ہے مد کا — الف آزادگی کا رستہ نقشہ ہے مرے قد کا
تجرد تختہ اول ہے میرے مشق بے حد کا — مٹانا لوح دل سے نقش ناموس اب جد کا
دبستان محبت میں سبق تھا مجھکو ابجد کا

کسی کو بے خطا مارا ہے اُس نے تیر مژگاں سے — کہ آیا جوش پر طوفان نجاست آب پیکاں سے
پریشانی عیاں ہے سر بسر کیوں زلف جاناں سے — الٰہی کس کے غم میں نکلے آنسو چشم فتاں[2] سے
کہ عطر فتنہ میں ڈوبا ہے رومال اس بھی قد کا

سے بیدرد حسن صاف تک تھی ساری مشتاقی — گیا وہ دور اب دلسے کیوں ہے اتنی ناچاقی
یہ ٹھنڈی گرمیاں کہہ چھوڑ کچھ انصاف کر ساقی — کہاں ہے آتش یاقوت لب میں وہ بھڑک باقی
کہ خطِ سبز نے چھینٹا دیا آب زمرد کا

صف اغیار ہے مجلس نشیں پہلوئے قاتل میں — کوئی کہدے کہ مجھکو کیوں پرے بٹھا رکھتا ہے کل میں
یہی تعزیر دی اتنی تو ہو میری جگہ دل میں — گنا ہے پر بٹھا لے مجھکو ظالم اپنی محفل میں
گناہ شوق بیجا سے جو میں ہوں مستحق حد کا

---

[1] این تاریخ صنعت زبرینہ است کہ اعداد آں بدیں طور گرفتہ شوند الف با یا و الف
تا ۱۱۱ سہ ۱۴ ۵۱۲ نون عین تا ۱۰۸ ۵۳۱ ۱۲۷۳ ہ ۱۲

[2] اشک چشم فتاں با عطر فتنہ لفظ مناسبت تمام دارد ۱۲

قلم رکھدے قلم کر اپنے دونوں ہاتھ خنجر سے — سراپا اُس کا تو کھینچے گا سر توڑ اپنا پتھر سے
چلا ہے کھینچنے اُس قد کو کیا قمری کے شہپر سے — بنایا خامۂ مو گو ہمارے دستِ لاغر سے
کھنچا لیکن نہ دامن اے مصور اُس سہی قد کا

کیا گو صفحۂ تصویرِ دل کا آئینہ تو نے — مگر جلوے نہ دیکھے اُس میں عکسِ روی تاباں کے
نہ دیکھی خال کی رنگت سوادِ چشم حل کر کے — بنایا خامۂ مو گو ہمارے دستِ لاغر سے
کھنچا لیکن نہ دامن اے مصور اُس سہی قد کا

یہ اسبابِ جفا مٹ جائیگا نقش فنا ہو کر — کمند اے ترک رہ جائیگی آہِ نارسا ہو کر
کمان بل کھائیگی اوتر یگا چلہ کس ہوا ہو کر — اڑینگے چٹکیوں میں تیر ترکش سے جدا ہو کر
ہمارے بعد ہے اللہ تیرے ظلم بے حد کا

زبانیں خلق کی میرے سنبھالے کب سنبھلتی ہیں — کلیجے پر برابر برچھیاں طعنوں کی چلتی ہیں
نئی عادت جو ڈالی کب یہ باتیں تمکو کھلتی ہیں — چھپے تم مجھ سے کیوں ہنستے ہیں نشانیں نکلتی ہیں
تمہارے پردے میں عالم ہے ذوالقرنین کی سد کا

خبر آنے کی تھی پیغامِ اجل کا جانِ مضطر کو — الف آسا بنایا مد نے آمد کی جسمِ لاغر کو
اٹھایا نیستی نے یکقلم ہستی کے دفتر کو — ہوا میں ناتواں سن کر صدائے پائے دلبر کو
مجھے کھٹکا تھا مثلِ ہمزۂ وصل[1] اُسکی آمد کا

جو فکرِ شعر کی موج آگئی صحرائے وحشت میں — گیا جی ڈوب ڈوبے اس قدر دریائے رقت میں
دُرِ معنی نہ پایا اور کوئی جوشِ رقت میں — لکھے رو رو کے مضمون بیکسی کے وحشت میں
زمینِ شعر پر عالم ہوا دریا بر آمد کا

---

[1] ہمزۂ وصل از اتصال لفظ سابق ساقط میشود - ۱۲

دُکانِ حسن جسکی بندۂ بے دام خلقت ہے — تہ محراب ابرو سجدۂ آب علین عبادت ہے
خریداری تری جاں بیچکر حکم شریعت ہے — ترے بازار میں ایماں فروشی رکن طاعت ہے
دم سودا بنا سنگ ترازو سنگ اسود کا

ترے آگے زمیں میں گڑ گیا سرو چمن واللہ — خراماں تو ہوا ایک دن بھولا چلن واللہ
غضب ہے بلا شوخی قیامت بانکپن واللہ — تری کیا بات ہے اے شاہد پاک سخن واللہ
عجب انداز ہے ناز و ادا کا چال کا قد کا

ترا کلمہ پڑھیں کیونکر نہ خوبان جہاں یکسر — نہیں ہے تجھ سا کوئی قاف تا قاف اس پری پیکر
گرا نظروں سے حسن نوخطاں زیر و زبر ہو کر — مقابل تیرے سو حرف آئے خوبان نگاریں پر
ادا و ناز میں موجود ہے تو طرز مجرد کا

مری باریک بینی یا کمر کا تیری مضموں ہے — مری رنگیں بیانی یا ترا رخسار گلگوں ہے
مری سحر آفرینی یا تری آنکھوں کا افسوں ہے — مری طبع رواں ہے یا تری قد موزوں ہے
مرا مصرع ہے یا سیدھا سا مضموں ہے ترے قد کا

مخمس تیری پانچوں انگلیوں کا ایک خاکہ ہے — رباعی چار ابرو کا مقرر سادہ نقشہ ہے
جو رنگیں قطعہ ہے یا قوت لب کا ایک ٹکڑا ہے — تری زلف رسا کا شعر اک ادنے سا لٹکا ہے
کرشمہ ہے غزل تری غزال چشم اسود کا

ترے آنے بلبل شیراز کے دلکش نہ ہوں کیونکر — کہ تیری بوستان حسن ساری ہے اسے از بر
ملا رنگ قبول ایسا کہ مثل لالہ احمر — لکھا سو جاں سے دیباچہ گلستاں کا سویدا پر
تصور جب کے دل میں خال خال آیا ترے خد کا

جو ایمان ہو سراپا مصحف ناطق تجھے سمجھے — ہوئے ہیں معنی والشمس روشن پر تو رخ سے

سوادِ زلف سے حل ہو ہو اللیل کے عقدے بعینہٖ[1] افتتاح سورۂ صاد آنکھ کو کہیے

جو ابروے کشیدہ ہیں ہے نقشہ صاد کی مد کا

مضامین شوخ چشم فتنہ گر کے فیض سے دیکھے ہوئے ہیں ماخذ نرگس بیانی لعل لب تیرے

سر منہ سے ترے لب ستہ نکتے یک قلم نکلے نکالی چیستاں چوٹی کی گیسوے مسلسل سے

معما نام رکھا ہے ترے موے معقد کا

شب معراج کا مضموں بلا آنکھوں کے کاجل سے ہوئے حل معنی مازاغ چشمان مکحل سے

مری فکر رسا بڑھ کر جو او بھی خط اول سے نکالی چیستاں چوٹی سے گیسوے مسلسل سے

معما نام رکھا ہے ترے موے معقد کا

سواد خطِ ریحاں ہے یہ سنبل زار ہو بیشک گل مضموں نے پائی ہے گل عارض کی بو بیشک

ہوئی سحر البیانی تیری تحریر گلو بیشک یہ سب باتیں ہیں لیکن ہے دہن میں گفتگو بیشک

کریں کیا ہم کو حق نے منہ نہیں بخشا خوشامد کا

سخنداں غیب داں بھی ہوں تو یہ راز خفی سمجھیں مٹائیں جب رقم ہستی کی حال نیستی سمجھیں

سمجھ حق نے جنہیں دی ہے معما یہ وہی سمجھیں محل[2] گفتگو میں کیا حساب خامشی سمجھیں

مگر صفر دہان تنگ اشارہ ہے ندارد کا

دہن کے مدعی ہیں بیخود صہبائے نادانی جب اتریگا یہ نشہ آپ کھینچیں گے پشیمانی

---

[1] افتتاح سورۂ صاد حرف ص خط و در اسم قرآن نوشتن مد بر حرف مذکور صورتا مشابہت با چشم و ابرو پیدا کرد ض ۱۲

[2] یعنی گفتگو کے محل میں خامشی کا کیا حساب ہے اس سے لازم آتا ہے کہ دہن ندارد ہے اور قاعدہ حساب میں صفر علامت ہے مرتبہ کے ندارد ہونے کی فقط

نہیں اتنا سمجھتے ہے کشاں بزم حیرانی — دہن[۱] ہوتا تو پھر کرتا نہ کیوں پیمانہ گردانی
یہ نقطہ ہو کے مرکز دور میم مدح احمدؐ کا

وہ احمدؐ جسکے پرتو سے ہے دل آئینۂ معنی — ثنا سے جس کی صندوق جواہر سینۂ معنی
مرصع دست کاتب ہیں پری وستینۂ معنی — ملا ہے لب کو جسکے وصف سے گنجینۂ معنی
زباں نے رتبہ پایا ہے کلید قفل[۲] ابجد کا

بٹھا کر صف بصف چاروں طرف انبوہ قدسی کو — چراغاں کی عوض چمکا کے انوار تجلی کو
بنا کر آئینہ فردوس کی ہر اک کیاری کو — بچھا کر فرش اطلس کو جما کر عرش و کرسی کو
ازل سے انتظار اللہ کو تھا جسکی آمد کا

خضر تعلیم پائے رہبری جس کے دبستاں میں — سلامت نوح جسکی جوشش الفت سے طوفاں میں
گدا ادریس جس کے کوچہ چاک گریباں میں — قدم آنے سے جس کے مصر شہرستان امکاں میں
ہوا ہے یوسف کنعاں لقب حسن مقید[۳] کا

بچھائے آنکھیں جس کے خواب میں آنیکو ہر شیدا — کیا ہے جس نے دامان شفاعت پردۂ عصیاں کا
حمایت پر ہے جس کی امت مرحوم کو تکیا — ہمارا خواب[۴] غفلت تکیہ گاہ مغفرت ٹھہرا
بروز حشر بن کر خواب مخمل جس کی مسند کا

---

۱ یعنی گر دہن فی نفس الامر موجود می بود نقطۂ مرکز دور میم مدح مے شد تا پیمانہ کش ما کہ از مقتضیات عمد دہن ست نصیب مے شد واز نقطہ کہ دور دلالت بر گردش دارد مناسبت پیمانہ گردانی ظاہر ۱۲

۲ قفل ابجد عبارت از دہن ۱۲

۳ مناسبت لفظ مقید با یوسف علیہ السلام ظاہر ۱۲

۴ یعنی خواب غفلت چوں خواب مسند مخمل حبیب خدا گردید مغفرت را تکیہ گاہ شد ۱۲

فروغ اُس سے شریعت کا ہے نیبا یشِ حقیقت کا — وہی رنگ رُخِ ناسوت شمع بزم لاہوتی
وہی ہے رونق ظاہر وہی ہے زینت مخفی — بیاض عارض صورت سواد گیسوئے معنی
جواہر سرمۂ[1] چشم گردش[2] چرخ زبرجد کا

عجب صورت سے چمکا اخترِ آئینۂ عالم — صفا پاتا ہے اُس سے جوہرِ آئینۂ عالم
ہوئی خاک قدم سے خاکسترِ آئینۂ عالم — جلا سے کُن فکاں روشنگرِ آئینۂ عالم
سعادت[3] ہے شرف ہے نیّر نور مجرّد کا

گرا دی قیمت جام شراب پُر تگال اُس نے — جدا کی ساغر افلاس سے گرد ملال اُس نے
نکالا اپنے مستوں کیلئے گدڑی سے لعل اُس نے — مے انگوری الفقر فخری کی حلال اُس نے
لڑا ہے جام جم سے سنگ مقصود اُسکے مقصد[4] کا

سوا اللہ کے دشمن کش اور دست کے توسّل سے — نہ اُس کو کام حشمت سے نہ کچھ مطلب تموّل سے
شہنشہ دونوں عالم کا مگر نفرت تجمّل سے — سریر جاہ پر فخر اُس کو دیہیم توکّل سے
حریم ناز ہیں تکیہ خدا پر اُسکی مسند کا

چمک میں ہے رخ انور کہیں خورشید سے افضل — یہ نقشہ نقش ثانی اور نقش یوسفی اوّل
شبیہ مصطفےٰ ہو کیوں نہ ہر مخلوق سے اکمل — کھنچی ہے رحمت یزداں کی گویا شکل مستقبل
تعالی اللہ رنگ عارض اُس نور مجرّد کا

---

۱ اضافت مقلوب بمعنی کحل الجواہر ۱۲

۲ گردش را با چشم مناسبتے ست ہماں وجہ تشبیہ است ۱۲

۳ سعادت و شرف از صفات نیر و نور مجرّد لفظے عام پس معنی بگستاخی نمی کشد ۱۲

۴ مقصد بش فقر بود شوکت و تجمل شاہانہ شکستن ۱۲

نہیں گو کام عین عام رحمت کو تغافل سے — خصوصیت کی صاد آنکھیں ہیں دیکھو تامل سے
نہ دیکھیں کیوں گنہگاروں کو وہ چشم تفضل سے — سر تاکید منظور خدا ہے لام کاکل سے
ہوا اظہار[۱] دو ابرو سے یک نون مشدد کا

وہ صورت دھیان میں رکھتے ہیں ہم ہر چند عاصی ہیں — ہمیں در ہائے جنت کھڑکیاں دانتوں کی ہوتی ہیں
بھلا کر آپکو بولے ہیں طاعت پر جو ناری ہیں — تصور کرنیوالے آپکے بے شبہ ناجی ہیں
بھروسہ ہے ہمیں اللہ کے قول موکد کا

بہت اونچے گئے موسیٰ تو کوہ طور تک پہنچے — بہت پلہ کیا عیسیٰ نے کھینچے چرخ پر چلے
نشانے دونوں تھے اسکے نشانے سے کہیں نیچے — ہدف ہو ہو گیا زور کمان دار نبوت سے
مقام قاب قوسین آشنا ہو تیر مقصد کا

ہدف ایسا مقابل شست ناوک کی اگر پائے — کمان ہے کھڑے کماندار آپ کھینچکر تا ہدف جائے
تعجب کیا کہ احمد بڑھتے بڑھتے تا احد آئے — کشش جب قاب و انداز ازل کی زور دکھلائے
کمان[۲] حا سے چلہ کیوں نہ ہو اتنے میم احمد کا

مدینہ کی طرف جائیں کہ ہم کعبہ کا لیں رستا — نظر آتا ہے ان دونوں گھروں میں ایک ہی جلوا
کہاں اب جبہ سائی کیجئے کچھ بن نہیں پڑتا — احد کو کیجئے یا احمد بے میم کو سجدہ
عجب مشکل ہے مضمون میری مفہوم مردد کا

---

[۱] یعنی از عارض انوار لفظ الرحمن پیدا شد بدین طور کہ صیغہ مستقبل از رحمت و لام کاکل پیدا است لام تاکید و نون مشدد دو ابرو پیدا است نون ثقیلہ ۱۲

[۲] حا با کمان مشابہت دارد و چلہ با میم باعتبار عدد مناسبت است در لفظ احمد صورت وقوع میم در بطن حرف سر حا اسکا مقصود پیدا است کہ ۱۲

احد احمد میں ایک ان دونوں کا مضمون مطابق ہے ہر اک انمیں سے ہے معشوق ہر اک انمیں عاشق ہے
نہیں مطلق دوئی کو دخل یہ دعوی صادق ہے دوئی بھی عین وحدت ہے محمد نفس ناطق ہے
مفسر ہے یہ جملہ آیہ مبہم مشارو کا

نبی فی رتبہ سب ہیں آپ لیکن سب سے برتر ہیں یہ یہ ہاں اپنے دعوی پہ یہ کافی ہے خود پر
صفی اللہ سے روح اللہ تک جتنے ہیں پیغمبر الاولون نبوت سب کو میم عمر کھونے پر
یہاں گھٹ جا نہیں اسکے احد ہوتا ہے احمد کا

گھٹے اعداد[2] میم احمدی جب عمر حضرت سے نبی تو آپ تھے ہی بڑھ گیا پایا نبوت سے
ہوئے ہمنام یار بخت جمکا نور وحدت سے ہوا رتبہ میں افزوں قاف قلت کا فی کثرت سے
معمہ پا گئی چشم تامل صاد[3] سے صمد کا

جو پہنچا موجزن ہو کر تجلی کا دیندار میں بھرے سب قدسیوں نے گوہر مقصود داماں میں
سراپا دونوں عالم غرق ہیں اس بحر عرفاں میں چڑھا قاف قدرت تک سما ور اترا کاف امکاں میں
ہے شور اس قلزم گوہر نما کی جذر کا مد کا

دم جنگ آپنے تلوار کا جب کاٹ دکھلایا سیہ کاروں نے خوب اپنی سیہ کاری کا پھل پایا
سروں پر ابر شمشیر ہلالی اس قدر چھایا ہوئی شام آفتاب بت پرستی پہ زوال آیا
مہ نو خوب چمکا بدر میں تیغ محمد[1] کا

ہوا اسکی عداوت کی سمائی جب کسی سر میں مآل کار یہ بادی ہی تھی اس کے مقدر میں

---

[1] میم مشدد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بظاہر یک و معنی بجائے دو میم است ۱۲

[2] اعداد میم چہل اند و انبیا بعد گذشتن چہل سال عمر مرتبہ عالیہ نبوت فائز شدہ اند فقط ۱۲

[3] عدد صاد نود ست و اگر الف گم شود صد گردد ۱۲

پھرا جو اُس سے آیا گردشِ قسمت سے چکر میں — اُتارا کاسۂ سر بازِ جھکے ڈورے نے دم بھر میں
بنا چاک اُس سے گو برگشتہ ہو کر فلک مرتد[1] کا

عدو پر بھی عجب انداز سے کرتا تھا وہ شفقت — عداوت بھول جاتا تھا نظر آتی تھی جب صورت
یہاں تک پھیلی اُسکے گلشنِ اخلاق کی نکہت — عداوت ہو گئی تاثیرِ خلقِ عام سے اُلفت
سبب ہے شعلہ سیل آبِ شمشیر مہند کا

شرارِ برق خاطف سے ہوں ڈرنے والے خرمن — پڑے پانی تو حق آتش سوزاں ہو روغن
کرے بادِ سحر شمعِ سحر کو بھی نہ کم روشن — عجب کیا ہے کہ خوابِ ناز میں سوتی ہے ناگن
نہ بھولے آنکھ اگر چھینٹا نہ دیں آبِ زمرد[2] کا

عداوت یکقلم زائل محبت نقش ہر دل ہے — جو قاتل تھا وہ عیسیٰ ہے جو ظالم تھا وہ عادل ہے
کہاں اب دیدۂ احول کوئی ہر شے سے زائل ہے — نہیں حیرت کے قابل گر کسو ہیں آرہ واصل ہے
بیاں ہے یہ لبِ تشدید[3] حرفِ مشدد کا

نبی سے مرتبہ بڑھ کر ہے کیا کہئے نبی اُس کو — فضیلت فرد فرد انبیا پر حق نے دی اُس کو
خدا کا فضل روز افزوں ہو جس پر کیا کمی اُس کو — وصالِ حق سے حاصل ہے لقائے دائمی اُس کو
یہاں ہے وصل و باقی نتیجہ ایک ہی مد کا

بندھا سامانِ جسد سے روح و قالب کی جدائی کا — جگر شق ہو گئے ہنگامہ محشر ہوا برپا
زمیں تھا آسماں عز و تمکیں پہ سکر والا — پڑا لرزہ زمیں میں جسمِ اطہر جب اُسے سونپا

---

[1] لفظِ مرتد کہ قافیہ این بیت است با لفاظ مناسب جمع شد ۱۲

[2] حالانکہ آبِ زمرد قاتل است ۱۲

[3] چہ آرہ جدا میکند و تشدید کہ صورت آرہ دارد دو حرف را وصل میدہد ۱۲

سکوں کے واسطے نافع ہوا تعویذ مرقد کا

اندھیرا چھا گیا ہر سو غروب مہر انور سے — اوڑھائی آسماں کو نیلگوں چادر اسی غم نے
عزیز مصر یکہ تھے مہ کنعاں لٹے اٹھے — عجب کیا ہے اگر کعبہ لباس ماتمی پہنے
کرے ہم چشمی یعقوب پارہ سنگ اسود کا

غم جاں سوز حضرت سے فرشتوں کے ہیں دل پانی — قلم کی سینہ چاکی کچھ نہیں ہے جائے حیرانی
زہے فیض ثواب ماتم محبوب یزدانی — سر خامہ سے اس غم میں ہوا ہے گرم مرثیہ خوانی
قلم کو ہے گماں بازو[1] لئے اللہ کے ید کا

کھنچا سطح زمیں پر جب سے خط روضۂ انور — شعاع مہر کو پرکار کے مانند ہے چکر
ثواب طوف حج پاتے ہیں قدسی گرد پھر پھر کر — شب و روز آسماں ہوتے ہیں قرباں اس کے روضہ پر
کہ ہے تو دائرہ میں ایک مرکز کاف گہنار کا

نہیں برج قمر بقعہ ہے انوار موبد کا — برابر رات دن فیضان ہے نور مجرد کا
عجب عالم کلس پر ہے عجب جلوہ ہے گنبد کا — بیاں ہو کس سے شان روضہ پر نور احمدؐ کا
کہ جس پر یک غلاف سبز ہے چرخ زبرجد کا

گردوں صف بنایا وصف نعت اس کے مشہد کا — فلک کہنا سبب ہوتا ہے کہ شان گنبد کا
نہیں کرسی نشیں قبہ جو سمجھوں عرش امجد کا — لکھوں اک مختصر جملہ کہ روضہ ہے محمدؐ کا
یہی مسند الیہ اچھا[2] سبب ہے رفع مسند کا

سپہر و مہر کا دعویٰ صداقت کو کہاں پہنچا — تعلّی ہی تعلّی تھی جو وقت امتحاں پہنچا
نہ تا قندیل در نور چراغ آسماں پہنچا — نہ گردوں کا غبار آیا غبار آسماں پہنچا

---

[1] ہمراہ مرثیہ خواں ہے ۱۲ لغت [2] قاعدہ نحو است کہ در جملہ اسمیہ مسند الیہ را رفع ہست ۲

اثر پیدا ہوا آخر زحل کے طالع بد کا

تنزل ہے محال اُس کا ترقی جس کی فطرت ہے — یہ دعویٰ ہے بدیہی فلسفی کیوں گرم حجت ہے
توجہ جانب مرکز اگر شان طبیعت ہے — کرہ آتش کا کیوں کر گیا نیچے یہ حیرت ہے
کہ سوئے فلک کیوں شعلہ ہے قندیل گنبد کا

کبھو نکلے نہ سر طائر اپنے آشیانے سے — کھچے باندھی مرغ سدرہ اس قدرت پر آنے سے
فلک کا اختر تقدیر چمکا سر جھکانے سے — مٹا جاتی کا آنسو ڈھل کر اسکے آستانے سے
ہوا ہے ذرہ التاج سعادت فرق فرقد کا

یہاں کی گرد ہے کحل الجواہر سکو ہے تا — نہ پائیں گے اگر قدسی تو در در خاک چھانیں گے
صفائی ہو چکی کیا حاصل اتنی خاک اڑانیسے — فلک اب کوکب ماری کی جھاڑو اٹھا رکھے
ملائک ڈھونڈتے پھرتے ہیں سرمہ خاک مرقد کا

زمیں پر روضہ انور فلک سے ہے کہیں افضل — ہوا ہر روزن دیوار چشم جوہر اول
غبار در سے ہے آئینہ خورشید کو صیقل — جبین عرش ایزد پر ہے خاک آستاں صندل
ہر اک ذرہ ستارہ ہے کلاہ فرق فرقد کا

بلندی میں جہاں یہ روضہ رفعت نشاں پہنچا — جہاں آنکر نہ شہباز خیال قدسیاں پہنچا
جبین عرش سے آگے وہ سنگ آستاں پہنچا — زمیں تا آسماں پہنچی مکاں تا لامکاں پہنچا
کہاں تک اوج پہنچا اسکی خاک پاک مرقد کا

بلا گرداں ملک ہیں جا بجا ارض کو نقش ہے — زمیں پر چاندنی یا سایہ قصر پر لوٹتا ہے
فلک پر شمس ہے یا شمسہ ایوان دلکش ہے — خیاباں ہے کہکشاں یا نقش محراب منقش ہے
فلک ہے یا کلس کہیے یہ چھوٹا سا اس گنبد کا

تیرے روضہ کو مسجود زمین و آسماں کہیے — عبادت خانۂ عالم مطاع دو جہاں کہیے
پناہ و پشت بالا امن کون و مکاں کہیے — ملاذ جن و انساں مرجع قدوسیاں کہیے
کہیں ہے قبلۂ حاجت کہیں ہے کعبہ مقصد کا

طبق انوار کے دربار ایزد میں جو پاتے ہیں — پئے کسب سعادت سر پہ اپنے رکھ کر لاتے ہیں
پیام بے تکلف کس تکلف سے سناتے ہیں — سلام حق کو لیکر دم بدم جبریل آتے ہیں
عجب مضمون کھپا اس بیت میں آورد و آمد کا

صفات اس سر پا کے جو مضمون کر بیاں کیجیے — بلند ایسے بندھیں مضموں زمیں کو آسماں کیجیے
قلم کو فاختہ کے مثل سرگرم فغاں کیجیے — ہے جی میں اس زمیں کو تختۂ سرو رواں کیجیے
قیامت ایک سیدھا ملا ہے قافیہ قد کا

قیامت میں ہے کیا دھڑکا سواد دفتر بد کا — نظر میں نور ہے تیری بیاض صفحۂ خد کا
دماغ اب عرش پر اپنا کر پہنچے خاک مشہد کا — تصور میں ترے جنت ہے گوشہ اپنے مرقد کا
کہ نظارہ میری چشم تر کا ہے طوبیٰ ترے قد کا

کہیں شمس و قمر سے بڑھ کے جلوہ ہے ترے خد کا — ترے پرتو سے چمکا اختر تقدیر ہر بد کا
دو عالم میں ہے پھیلا نور تیری ذات ارشد کا — محمد مصطفیٰ پتلا ہے تو نور مجرد کا
ہوا خورشید اقلیم قدم سایہ ترے قد کا

مبارک نافۂ مشکیں ختن میں ناف آہو کو — گلستاں سے کہو رکھ چھوڑے اپنے سرو دلجو کو
نہ پہنچے زلف سنبل پہنچے اس کی رنگت عنبریں بو کو — سواد تربت تشبیہ کہیے تیرے گیسو کو
بہار گلشن تنزیہ ہے بوٹا ترے قد کا

دو چار آنکھیں ہیں تجھ سے دو عالم سے کنارہ ہو — دوبینی سے ورنہ زلیخا ہی کیا دوہرا تماشا ہو

مزا دونا ہو سرو خلد کے پہلو میں طوبیٰ ہو
ملے سر ایک جلوے میں مجھے لطف[1] دوبالا ہو
کروں میں دیدۂ احول سے نظارہ ترے قد کا

لکھوں کیا مدحت خط لب جاں بخش حضرت میں
کہ ہے وہ حسن مطلع صفحۂ مہر قیامت میں
بلند اک بیت ابرو فرد کلیات فطرت[1] میں
بیاضی مطلع عارض ترا دیوان وحدت میں
نکیلا مطلع ایجاد میں مصرعہ ترے قد کا

رسالت سے تری منظور سب کو ہدایت ہو
مگر مشکل یہ تھی ذات ایک تیری اور عالم دو
نہ ہے حکمت اگر آئے راہ پر برگشتہ تھے جو جو
بنایا رہنما جب عالم ایجاد کا تجھ کو
ہوا خضر سر راہ عدم سایہ ترے قد کا

دوئی سے کیوں متنفر ہو نہ حضرت کی طبیعت کو
بنایا نور یکتائی سے سرتاپائے حضرت کو
پسند آئی نہ تکرار اپنے جلوہ کی بھی قامت کو
نہ رکھا سایہ تک باقی مٹایا نام کثرت کو
جو روشن بزم وحدت میں ہوا اکا ترے قد کا

بیان شان بسم اللہ ہے ابرو کی آیت میں
خلاصہ سورۂ والشمس کا ہے تیری صورت میں
تری باتیں شریعت میں ترا جلوہ طریقت میں
کلام ناطق آیات قرآن حقیقت میں
سراپا معنے تحقیق ہے جملہ ترے قد کا

نہیں ہے تجھ سے باہر ایک بھی قدرت کی نیرنگی
تجلی دو جہاں کی تو نے اپنی ذات میں دیکھی
ازل سے ہے تری تقدیر اے محبوب حق چمکی
خدا نے زیب و زینت کی جو بزم آفرینش کی
لگایا اس میں قد[2] آدم آئینہ ترے قد کا

---

[1] فطرت نام شاعری بود لہذا لطف دوبالا باشد ۱۲

[2] قد در زبان عربی گا ہے بمعنی تحقیق و گا ہے بمعنی تقلیل مے آید ۱۲

بہت پُر زور تھا ہر چند خامہ دست قدرت کا — نہ تھا آسان لیکن کھینچنا محبوب کا نقشا
پس صد محو و اثبات ایک مدت میں کھینچا خاکہ — مٹا ڈالیں بنا کر صورتیں آدم سے تا عیسیٰ
تب آیا راست نقشہ کلک قدرت سے ترے قد کا

اوڑا لینا بہت دشوار ہے میرا چلن محسن — ٹھہر سکتے نہیں آگے مرے ارباب فن محسن
بھلا دیتا ہوں میں قسم بھر میں سارا بانکپن محسن — مقابل مجھ سے ہو کیا مرد میدان سخن محسن
کہ جوہر ہے مری تیغ زباں میں وصف احمدؐ کا

امیر[1] اس کا مقولہ ہے کہ جو اس راہ پر آئے — جھکائے وہ سر تسلیم پہلے پاؤں پر میرے
عجب تھا ٹھاٹھ سے تعلیم پائی اشک[2] سے میں نے — فضائے تنگ میدان قلم میں نقطہ و خط سے
بڑے استاد نے مجھ کو سکھایا ہے پھری گدکا

نہ ملح غیر ہے عطا نہ دم سے اس قلمرو میں — قلم جاری ہے احمدؐ کے کرم سے اس قلمرو میں
حسد کرکے کہاں جائیگا ہم سے اس قلمرو میں — سزا حاسد کو ہے وار قلم سے اس قلمرو میں
کہ یہ وار اسکو بہتر ہے مظفر کا مؤید کا

زباں تیز کے جوہر زباں داں ہو تو پہچانے — ولایت میں صفیں کیں صاف اس تیغ مصفا نے
گرے ہیں کٹ کٹ کے دست تکبر سے ترکی کے دستانے — کیا شیراز کو پامال اُردوئے معلےٰ نے
گیا مان اصفہاں لوہا مری تیغ مہند کا

قصیدہ لکھ رہا ہوں نعت میں اعجاز ہے روشن — سواد ہر قلم ہے دود شمع طور کا خرمن
قلمداں جیب کوہ طور وابستہ طور کا دامن — عصائے موسوی خامہ رقم ہے وادیٔ ایمن

---

۱؎ امیر تخلص جناب منشی امیر احمد صاحب ابن مولوی کریم احمد صاحب از اولاد حضرت شاہ مینا صاحب لکھنوی قدس سرہ ۱۲

۲؎ مولوی ہادی علی صاحب اشک ۱۲

یدِ بیضا کو داغِ رشک رہتا ہے مرے ید کا

دہ میرا آسماں سے ہے کہیں میرا بلند اختر ہر اک صفحہ مرے دیواں میں ہے رشکِ مہرِ انور
چمک ہر معنیِ روشن کی طرہ پر تجلی پہ پڑا ہے طور کی چوٹی میں موبافِ زری بنکر
لکھا جو شعر وصفِ روئے تابانِ محمدؐ کا

ہوئے ہیں منتظم ہر چار ارکانِ سخن مجھ سے منور ہے چراغِ طاقِ ایوانِ سخن مجھ سے
جہاں میں ہے فروغِ نورِ ایمانِ سخن مجھ سے زمینِ شعر پر نازل ہے قرآنِ سخن مجھ سے
کتابِ آسماں اک نسخہ ہے لوحِ زبرجد[1] کا

فلک کب ہمعنانِ توسنِ طبعِ رواں پہنچا فرشتوں کے جہاں پر جلتے ہیں اکثر وہاں پہنچا
بکھیرے ایسے تارے تا فضائے لامکاں پہنچا سخن میرے قلم کی بے سواری کے کہاں پہنچا
کہ کالے کوسوں سبزہ رنگ پایا چرخِ زبرجد کا

مضامیں مختلف ہوں فکرِ عالی کا اشارا ہے کہ تخصیصِ قوافی سے مناسب اب کنارا ہے
طبیعت باڑھ پر آئی ہے دل نے جوش مارا ہے مری طبعِ رواں کا پھر اُسی گھاٹ ابا و تارا ہے
تماشا دیکھئے بحرِ سخن کی جذر کا مد کا

دو جو بے امکان و دونوں میں ہے جلوہ نورِ بیحد کا وہ اک غنچہ یہ اک گل ہے گلزارِ مقصد کا
کہیں ہے ساقیِ مطلق کا کہیں مظہر مقید کا احد کا غیب میں مورد شہادت میں اشہد کا
ہے مشہود ایک ہی دو شمہ ہائے اشہد[2] کا

ہوا جب قصد میرا نعت میں موزوں قصیدہ ہو لکھے مطلع برابر کے جو پائے قافیے دو دو

---

[1] لوحِ زبرجد عبارت از توریت کہ قرآن شریف منسوخ کردہ ۱۲
[2] اشہد اشارہ از کلمۂ شہادت ۱۲

نہیں آتا ہے مجھ پر حرف گر انصاف سے دیکھو    بہ مجبوری لکھا الیہ کی صورت لفظ اللہ کو

نہ آیا ہاتھ اچھا قافیہ جب کوئی احمد کا

ہوا تیرا ظہور آخر ہیں عالم کو نہ حیرت ہو    یہ مضمون صاف روشن ہے اگر چشم بصیرت ہو

مؤخر انبیا سے کیوں نہ خلق جسم حضرت ہو    یہ تھا منظور رفتہ رفتہ تکمیل نبوت ہو

خدا نے منتظر رکھا جو تیری آمد آمد کا

بڑا نکتہ ہے اس تاخیر میں جو غور سے دیکھے    کہ اس منصب سے پھر اور انبیا محروم رہ جاتے

نہ اتنے واسطے پیدا کیا حق نے تجھے پہلے    کہ دست صنع کر فارغ ہوا مقصود اصلی سے

مقید پھر نہ ہوگا مطلق ایجاد مقید کا

خلیل اللہ نے کی واہ کیا ہی گرم پردازی    لگائی تجھ سے لو اسے گرمی بازار طنازی

ہوتے انگارے غنچے بھولی شعلوں کو شرر فرازی    ترے رشتے سے مثل شمع کے آتش سے گلبازی

ہوا ہے تجھ سے روشن نام تیرے جد امجد کا

غلط ہوں دفتر آئیں کاتب اعمال چکر میں    مدین کی ہی کی رہ جائیں باقی سلسلے دفتر میں

بدی کی جو رقم ہو جا پڑے تنہائی کے گھر میں    محاسب ہو شناعت تیری گر دیوان محشر میں

صحیح آئے نہ میزاں میں سیاہ دفتر بد کا

سوا اللہ کے لاعلم ہیں سب تیری فطرت سے    ملک یا جن و یا بشر کوئی نہیں واقف حقیقت سے

مقدم ایک کی خلقت نہیں ہے تیری خلقت سے    کھنچی پہلے تری تصویر ازل میں دست قدرت سے

ہوا لفظ خدا سے اشتقاق اول ترے خد کا

مناسب ہے تری مژگاں کی چلمن بیت یزداں کو    مزین ہے ترے خط کا گنا یہ عرش سبحاں کو

ترے عارض کا شمسہ چاہئے ایوان ایماں کو    ترے ابرو کی ہے محراب لازم طاق عرفاں کو

در اسلام کو درکار ہے بازو ترے ید کا

دکھائے خسرو انجم نہ مجھ کو آسماں جاہی — مری نظروں میں ہے اک گردہ چتر شہنشاہی
ہوئی تیرے مراتب کی کماہی کس کو آگاہی — تجمل کا ترے ماہی مراتب ماہ سے تا ماہی
ثریٰ سے ثور تک اک گاؤ تکیہ تیری مسند کا

نہ گذرے کیوں ترے اعدا کی ذلت اور خواری میں — محب کیونکر نہ پائیں حظ تری خدمت گذاری میں
غم و شادی ہیں دونوں محو تیری پاسداری میں — الم معروف تیرے دشمنوں کی غمگساری میں
خوشی کو کام ہے تیرے محبوں کی خوشامد کا

طبیعت کے سخنداں کو منظور آزمایش ہے — وگرنہ تیری مداحی سے مطلب تیری نمایش ہے
بہت دشوار باب نعت و مدحت کی گشایش ہے — ستایش کیلئے تو واسطے تیرے ستایش ہے
کہ ہے مذکور قرآں میں ترے اوصاف بیحد کا

خداوند دو عالم آپ تیری مدح کرتا ہے — صحف جتنے ہوئے نازل ہر اک میں ذکر تیرا ہے
جو ہو تیری ثنا ہر بند ہم میں ہے وہ سچا ہے — سوا تیرے کسی کی مدح کرنا جن کا شیوہ ہے
یہ سچ ہے وہ لئے پھرتے ہیں جھوٹا قفل ابجد کا

تری خدمت میں اے حاجت روا اب عرض ہے اتنی — روا ہوں حاجتیں تیرے ہی در سے دین و دنیا کی
ثنا سے دوسرے کی ہو نہ آلودہ زباں میری — یہ خواہش ہے کروں میں عمر بھر تیری ہی مداحی
نہ اٹھے بوجھ مجھ سے اہل دنیا کی خوشامد کا

بڑھے سوز دروں ہی داغ عشق فتنہ ساماں سے — تماشا ہے کہ چمکے بخت نور مہر عرفاں سے
شرر نکلیں اٹھیں شعلے ہوا برق لمعاں سے — چمکتا ہے درود کی دل میں خیال روی تاباں سے
ستارہ اوج پر ہو جس کے ہم برج مشید کا

پھنسا لے دام گیسوئے مسلسل میں مجھے ایسا
یہاں جب تک ہے آب و دانہ تجھ پر پھڑکے دم میرا
رہوں میں رشتہ بر پا جب قفس چھوڑوں عناصر کا
کمند دل رہے چھوٹے نہ تیری ڈور کا پھندا
جو ٹوٹے دم کا دھاگہ طائر روح مقید کا

بنا دے مجھ کو ایسا مست اپنی چشم شہلا سے
کہ ہو مے سے تنفر روح بھاگے جام و مینا سے
دل وحشی کرے رم دونوں عالم کی تمنا سے
ہرن ہو نشہ میرا نشاتین دین و دنیا سے
رہوں خائف تصور کر کے میں دو دال[1] سے دو کا

کرے خاصیت اکسیر پیدا میری خاکستر
مذہب ہو مطلا ہو مرے اعمال کا دفتر
محک میں امتحاں کی پیشگاہ حضرت داور
برنگ زر چڑھے سونا مرا میزان محشر پر
اٹھوں میں قبر سے مخمور تیری چشم اسود کا

کریں بیتابیاں میرے لئے ہر موج کوثر میں
جگہ مجھ کو ملے رشتہ کی صورت قصر گوہر میں
رقم ہو نام میرا دفتر خاصان داور میں
فرشتے دیکھ کر مجھ کو کہیں دیوان محشر میں
جگہ خالی کرو مداح آتا ہے محمد کا

لکھا ہے اس قصیدے کو جو میں نے وصف حضرت میں
عوض ہر بیت کے پاؤں سکونت قصر جنت میں
کئے ہیں بسکہ اکثر شعر موزوں وصف قامت میں
تلے اس نظم کا ہر حرف میزان قیامت میں
بطرز تازہ ہو وزن اپنے اشعار مجود کا

قصیدہ ختم ہوتا ہے صلہ اس کا عنایت ہو
اٹھاتا ہوں دعا کو ہاتھ وا باب اجابت ہو
بغل میں یہ قصیدہ سر پہ اکلیل سعادت ہو
ترے دربار میں ہر وقت رہنے کی اجازت ہو
مجھے سرکار سے خلعت ملے عیش مخلد کا

---

[1] یعنی دو دال اشارہ از دین و دنیا ۱۲

نہ تجھکو تیرے خالق سے کسی صورت جدا سمجھوں ظہور شان وحدت کا میں تجھکو واسطا سمجھوں
حق آئینہ ہو دل پر صاف اعلیٰ مدعا سمجھوں ترے عارض کو میں آئینۂ نور خدا سمجھوں

کہ فہم سر وحدت ہے الف ایماں کے ابجد کا

قمر سمجھوں رخ تاباں کو یا مہر سما سمجھوں کلف اسمیں حلن اسمیں ہے میں سمجھوں تو کیا سمجھوں
یہ تشبیہیں ہیں بر عکس ایک رمز حق نما سمجھوں ترے عارض کو میں آئینۂ نور خدا سمجھوں

کہ فہم سر وحدت ہے الف ایماں کے ابجد کا

دم تحریر تیرے ذوق سے بڑھ جائے تردستی قلم سے نکلیں آنسو ہو یہ جوش خندۂ شادی
شمول اشک شیریں سے دوات اس درجہ ہو پھیکی الٰہی پھیل جائے روشنائی میرے نامے کی

بڑھا معلوم ہو لفظ احد پر میم احمدؐ کا

کبھی تو کام آوے روشنائی میرے نامے کی کوئی تو رنگ لاوے روشنائی میرے نامے کی
نئی صنعت دکھائے روشنائی میرے نامے کی الٰہی پھیل جائے روشنائی میرے نامے کی

بڑھا معلوم ہو لفظ احد پر میم احمدؐ کا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من وپر غفلتی و بے خردی دشمن نفس در کمین بدی
تو مرا زور و حجت و سندی تو مرا تاب و قوت و مددی

یا حبیب الالٰہ خذ بیدی

ما لعجزی سواک مستندی

خانہ بگذاشتم بر سوائے نہ عصا دارم و نہ بلبناسے

شور فیقم بدشرت پیمائے — انت یا سیدی و مولائے

یا حبیب الاٰلہ خذ بیدی

ما لعجزے سواک مستندی

نہ ز دنیا متنعم نہ ز دیں — دشمن جانم آسمان و زمیں

دوستاں خشمناک و چین بجبیں — دشمناں بہر کشتنم بہ کمیں

یا حبیب الاٰلہ خذ بیدی

ما لعجزے سواک مستندی

خون صد آرزو بگردن من — خویش بیگانہ دوست دشمن من

خانہ زندان و راہ رہزن من — ماندنم مشکل ست و رفتن من

یا حبیب الاٰلہ خذ بیدی

ما لعجزے سواک مستندی

منہم و رہ زن و رہ مخطور — دل بیمار خاطر رنجور

عالم بے کسی و منزل دور — شب دیجور و چشم من بے نور

یا حبیب الاٰلہ خذ بیدی

ما لعجزے سواک مستندی

بسکہ بودم حریص فسق و فجور — گشتہ ناخوش زمن خدای غفور

ہست اکنوں شفاعت تو ضرور — آمدم بر در تو از رہ دور

یا حبیب الاٰلہ خذ بیدی

ما لعجزے سواک مستندی

کار من ابتر ست هر نفسے — دل پُر از درد و سر پر از هوسے
بیکسم در جهان نیست کسے — همدمے یا انیس درد رسے

یا حبیب الاٰلہ خذ بیدی
مالعجزے سواک مستندی

صبح من شام شد ز شامت من — هست هر روز من قیامت من
شو شفیع و مکن ملامت من — نیست جز بر درت ملامت من

یا حبیب الاٰلہ خذ بیدی
مالعجزے سواک مستندی

سوئے ملک حجازم آهنگ ست — نام هندوستان مرا ننگ ست
آستانت هزار فرسنگ ست — دیده ام کور و پائے من لنگ ست

یا حبیب الاٰلہ خذ بیدی
مالعجزے سواک مستندی

کفر ظلمت سرشت در طغیان — چار سوئے سواد هندوستان
زور ظلم ست قوت شیطان — خوف جان ست و خطرۂ ایمان

یا حبیب الاٰلہ خذ بیدی
مالعجزے سواک مستندی

تشنۂ خون من جفا کاری — دشمنم ظالم ستمگاری
من و در حال خود گرفتاری — نه مرا مونسی نه غم خواری

یا حبیب الاٰلہ خذ بیدی

ما بعجزے سواک مستندی

گشتیم تہ نشین چو دیدہ تر — گشتہ ملاح و ناخدا مضطر

بحر پر جوش و جوش پر ز خطر — سر ز سامان گذشت و آب از سر

یا حبیب الالہ خذ بیدی

ما بعجزے سواک مستندی

رفت تاب از تن و دل از بر من — آب چشم گذشت از سر من

راہ گم کردہ خضر رہ بر من — نہ کسے یار من نہ یاور من

یا حبیب الالہ خذ بیدی

ما بعجزے سواک مستندی

زخم از دل گذشت و دل ز قرار — خار از پا و پایم از رفتار

رفت ہوش از سر و سر از دستار — کار از دست و دست من از کار

یا حبیب الالہ خذ بیدی

ما بعجزے سواک مستندی

کشتی من شکست و لنگر او — غرق شد ناخدائے ہمراہ او

بحر و بر ہر لحظہ جوش دیگر او — من و بے دست و پا شناور او

یا حبیب الالہ خذ بیدی

ما بعجزے سواک مستندی

کارواں رفت من پریشانم — دیدہ پر نقش و پائے یارانم

ذرہ دشت و گرد میدانم — راہ گم کردہ در بیابانم

یا حبیب الاآلہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

ظلمت دہر چوں صف مژگاں — نور چوں چشم شرگیں بمیاں
لمن الملک کفر را بزباں — ایں مناجات برلب ایماں

یا حبیب الاآلہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

روحم از تن جدا و تن زتواں — سینہ بریاس و یاس بے پایاں
جان من برلب است و لب بفغاں — دل پر از درد و درد بے درماں

یا حبیب الاآلہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستن ی

ناکساں بے سبب مرا دشمن — ہمہ خود آشنا خدا[1] دشمن
دوستاں سنگدل وفا دشمن — جملہ محسن[2] کش آشنا دشمن

یا حب ب الاآلہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

---

[1] اضافت مقلوب یعنے دشمن خدا۔
[2] تخلص حضرت استادی مولوی محمد محسن بکاکوری۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# رُباعیات نعتیہ از مُصنّف قصیدہ

مولا مرے عقدہ ہائے مشکل وا کر — ہر غنچہ کو باغ قطرے کو دریا کر
بد ہوں یا نیک تیری اُمّت میں ہوں — محشر برپا ہے تو مجھے برپا کر

---

یارب آہِ رسا مدینے پہونچے — ہر نالۂ دل میرا مدینے پہونچے
چہرے کا رنگ جو ناتوانی سے اُڑے — گرتا پڑتا ہوا مدینے پہونچے

---

مگذار خیال مشکلے در سر من — بکشا بند گرہ زبان و پر من
دارم گرہے و مشکل اینست کہ نیست — جز نقد گرہ در گرہِ گوہر من

---

اک شان خدا ہے سیّدِ عالی جاہ — مالک قدم و حدوث کا شاہنشاہ
جس دل پہ کھلی حقیقت اُسکی محسن — بے ساختہ بول اُٹھا کہ اللہ اللہ

---

سرسبز کن اے سیّدِ ابرار مرا — وہ رونق نخلِ گُل بگلزار مرا
چوں دانہ ہزار بار بر روئے زمیں — گر چرخ بیفگند تو بردار مرا

---

یارب بطفیل حسن آں شاہ زمن — میگردان ہر زیان من سود من
ریسوزی چو شمع رُخسار بسوز — ور مے شکنی چو زلف مشکیں بشکن

---

عقدے مشکل کے مرے مولا وا کر — ثابت قدم منزل استغنا کر
درماندہ ہوں خستہ حال ہوں بیکس ہوں — سر پہ مرے ہاتھ رکھ مجھے برپا کر

---

اں پیش بہا اثر سنجا کہ آمیزم — جاں چوں گہر سخن بہ پایت ریزم

در صفحۂ دیدہ و دلم اے محبوب — بنشیں چوں نام و چوں نگیں بر خیزم

رنگیں تمہی بزم اے شہ خوشخو ہے — باقی تو اداسی سی عیاں ہر سو ہے

تشبیہ کا پاتا ہوں مرقع سنسان — تنزیہ کو دیکھا تو مقام ہو ہے

---

معراج کو جس وقت چلے خیر بشر — پہنچا یہ پیام ذو الجلال اکبر

جلد آ اے نور دیدۂ عالم قدس — اک چشم زدن میں ساتوں پردے طے کر

---

ہے جب نبیؐ کی مہر سے سینہ میں رہے — ان کا ہی خیال مرنے جینے میں رہے

جب بند ہو آواز ادھر دم ٹوٹے — آہنگ حجاز ہو مدینے میں رہے

---

ایمان کا غروب ہونے پہ جب ماہ آیا — تب دہر میں وہ سید ذی جاہ آیا

جلدی تھی کچھ ایسی اس عالم تک — سایہ بھی حضورؐ کے نہ ہمراہ آیا

---

رہ جاؤ گے ہاتھ زندگی سے دھو کر — پچھتاؤ گے اقربا تمہارے رو کر

ہے محسن کیا پوچھتے ہو چھوڑو گھر بار — جنت کو چلے جاؤ مدینے ہو کر

---

گر نکتہ نوازی کا ترے دھیان آئے — بخشش کا معما نظر آسان آئے

مداح کے یا رب عدد احمدؐ ہوں — جب روز حساب وقت میزان آئے